جہری نماز میں تعوذ وبسملہ کا مسئلہ

تحریر: شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ

اسلامک دعوۃ سنٹر، مسرہ۔طائف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جہری نماز میں تعوذ و بسملہ کا مسئلہ

(1) تعوذ : نماز میں قراءت سے پہلے نبی ﷺ سے تعوذ کرنا ثابت ہے۔وہ تعوذ "أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم "اس طرح نہیں بلکہ اس میں تھوڑی زیادتی کے ساتھ تعوذ کے دو صیغے آپ ﷺ سے ثابت ہیں۔

پہلا صیغہ : أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ۔

دلیل: عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: كان رسول الله – صلى الله عليه وسلم – إذا قام من الليل كبّر, ثمّ يقول: (لا إله إلا الله ثلاثا)، ثمّ يقول: (الله أكبر كبيرا، ثلاثا، أعوذ بالله من الشيطان الرجيم، من همزه ونفخه ونفثه، ثم يقرأ). [إرواء الغليل 341]

ترجمہ: ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیام اللیل کرتے تو تکبیر کہتے پھر تین مرتبہ لاالہ الا اللہ کہتے، پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کبیرا کہتے اور کہتے "أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، من ھمزہ ونفخہ ونفثہ "پھر قرات کرتے ۔

دوسرا صیغہ : أعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ۔

دلیل: عن أبي سعيد الخدري قال: "كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا قام من الليل كبر ثم يقول: (سبحانك اللهم وبحمدك، وتبارك اسمك، وتعالى جدك، ولا إله غيرك، ثم **يقول** : لا إله إلا الله ثلاثا ثم يقول: الله أكبر كبيرا ثلاثا، أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه ثم يقرأ) (صحيح أبي داود: 775)

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قیام اللیل کرتے تو تکبیر کہتے اور پڑھتے "سبحانک اللھم وبحمدک، وتبارک اسمک، وتعالی جدک، ولاإلہ غیرک" پھر تین مرتبہ لاالہ الااللہ کہتے، پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کبیرا کہتے اور کہتے "أعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ" پھر قرات کرتے۔

اور صرف "أعوذباللہ من الشیطان الرجیم" کے متعلق شیخ البانی نے تمام المنۃ میں لکھا ہے کہ یہ مراسیل حسن بصری میں سے ہے۔

(2) بسملہ : نماز میں قرات سے پہلے بسملہ یعنی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنا بھی نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

یہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ جہری نماز میں بسم اللہ جہرا پڑھا جائے گا یا سرا؟

تو اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ بسم اللہ سراپڑھا جائے گا۔

پہلی دلیل : عن أبي هريرة رضي الله عنه: "عن النبي صلى الله عليه وسلم من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج ثلاثاً غير تمام"، فقيل لأبي هريرة رضي الله عنه: إنا نكون وراء الأمام فقال: اقرأ بها في نفسك، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((قال الله تعالى قسمت الصلاة بيني وبين عبدي نصفين، ولعبدي ما سأل، فإذا قال العبد: {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} قال الله تعالى: حمدني عبدي، وإذا قال: {الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} قال الله تعالى: أثنى علي عبدي، وإذا قال: {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ} قال: مجدني عبدي، (وقال مرة: فوض إلى عبدي)، فإذا قال: {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ} قال هذا بيني وبين عبدي ولعبدي ما سأل، فإذا قال: {اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ * صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ}، قال: هذا لعبدي ولعبدي ما سأل)) (صحيح مسلم: 395)

ترجمہ: حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے کہ جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ ناتمام ہے، ناتمام ہے، ناتمام ہے۔ پس ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اپنے نفس میں پڑھو۔ کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: میں نے نماز (یعنی سورۃ الفاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ پس اس کا نصف حصہ میرا ہے اور نصف میرے بندے کا ہے۔ اور میرے بندے نے جو سوال کیا وہ اسے ملے گا۔" (پھر بات جاری رکھتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا: "(سورۃ فاتحہ) پڑھو، جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ کہتاہے تو اللہ عز و جل فرماتا ہے "میرے بندے نے میری حمد بیان کی" (بندہ) کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ، تو اللہ عز و جل فرماتا ہے "میرے بندے نے میری ثنا بیان کی"۔ بندہ کہتاہے مَالِكِ یَوْمِ الدِّینِ، تو اللہ عز و جل فرماتاہے "میرے بندے نے میری عظمت بیان کی" بندہ کہتاہے إِیَّاكَ نَعْبُدُ وَإِیَّاكَ نَسْتَعِینُ، تو اللہ فرماتا ہے "یہ (حصہ) میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے نے جو سوال کیا وہ اسے ملے گا" بندہ کہتاہے اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ صِرَاطَ الَّذِینَ أَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّینَ، تو اللہ فرماتاہے "یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا اس نے سوال کیا"۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ سورہ فاتحہ کی قرات کرتے، بسم اللہ کی قرات مذکور نہیں۔

دوسری دلیل: عن أنس رضي الله عنه قال: "صلیت مع رسول الله صلى الله علیه وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان فلم أسمع أحداً منهم یقرأ بسم الله الرحمن الرحیم" (صحیح مسلم :399)،

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضي اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی ہے، اور ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا ہے۔

تیسری دلیل : عن أنس رضي الله عنه "أن النبي صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر رضي الله عنهما كانوا يفتتحون الصلاة بالحمد لله رب العالمين" (صحيح البخاري:710(

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

امام احمد کی روایت میں ہے: "وکانوا لا یجھرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم" (12868(

یعنی وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم جہرا نہیں پڑھتے تھے۔

اس کے علاوہ مزید دلائل ہیں جن سے جہری نماز میں بسم اللہ سرا پڑھنے کی دلیل ملتی ہے۔اس کے برخلاف جہری طور پہ بسم اللہ پڑھنے کی کوئی مرفوع صریح روایت نہیں ملتی۔

جو لوگ جہرا بسم اللہ کے قائل ہیں ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا حصہ ہے اور سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے اس لئے بسم اللہ بھی بلند آواز سے پڑھی جائے گی۔ یہ استدلال غلط ہے بسم اللہ کے بارے میں راجح قول یہی ہے کہ وہ سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں بلکہ وہ ایک مستقل آیت ہے۔اس کی سب سے بڑی دلیل اوپر مذکور ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت جو مسلم شریف کی ہے۔

سرا پڑھنے کی ایک دوسری دلیل:

عن نعيم بن المجمر قال: صليت وراء أبي هريرة رضي الله عنه فقرأ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، ثم قرأ بأم القرآن حتى إذا بلغ وَلَا الضَّالِّينَ قال: آمين، ويقول كلما سجد وإذا قام

من الجلوس: الله أكبر ، ثم يقول إذا سلم؛ والذي نفسي بيده إني لأشبهكم صلاة برسول الله صلى الله عليه وسلم "(صحيح ابن خزيمة برقم :688)

ترجمہ: نُعیم بن مجمر سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر سورہ فاتحہ پڑھی حتیٰ کہ جب آپ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پر پہنچے تو آمین کہی اور آپ ہر سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہتے اور دو رکعتوں کے تشہد سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے اور جب سلام پھیرتے تو فرماتے: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہوں۔

حکم : اولا اس حدیث کی طرف ضعف کا اشارہ ہے وہ بھی ہلکا ضعف ہے۔ثانیا، اسے کبھی کبھار پہ محمول کیا جائے گا یعنی آپ ﷺ کبھی کبھار بسم اللہ جہر کرتے تھے، اس لئے اگر کوئی کبھی کبھار نماز میں بسم اللہ جہر کرلے تو کوئی حرج نہیں۔

جہر کے اور بھی دلائل ہیں مگر کسی میں ضعف ہے تو کسی میں جہر کی اس حیثیت سے صراحت نہیں ملتی کہ یہ نماز کی حالت میں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہری نماز میں قرات سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم سری طور پہ پڑھا جائے گا، اکثریت کی یہی رائے ہے۔

علامہ البانیؒ کہتے ہیں کہ حق یہی ہے کہ جہرا بسم اللہ کے سلسلے میں کوئی صریح اور صحیح حدیث نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ سے حدیث انس سے سرا ثابت ہے۔ اور میں اس کے دس طرق پہ مطلع ہوا جس کا ذکر صفۃ صلاۃ النبی ﷺ کی تخریج میں کیا ہے۔(تمام المنۃ 13:169.)

شیخ ابن بازؒ سے پوچھا گیا کہ فاتحہ ودیگر سورت کی قرات پہ جہرا بسم اللہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

تو شیخ نے جواب دیا: اس میں علماء کا اختلاف ہے جہر البسملہ مستحب قرار دیتے ہیں تو بعض اسے ناپسند کرتے

ہیں لیکن سراہی زیادہ پسندیدہ ہے اور یہی راجح اور افضل ہے کیونکہ انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے وہ کہتے ہیں:

)صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم، وخلف أبي بكر وعمر؛ وكانوا لا يجهرون ببسم الله الرحمن الرحيم)(مسلم(

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ ،ابو بکر اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی وہ لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم جہرا نہیں پڑھتے تھے۔

)مجموع فتاوی ابن باز 119/11(

****

نوٹ: اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی شیئر کریں۔

مزید دینی مسائل، جدید موضوعات اور فقہی سوالات کی جانکاری کے لئے وزٹ کریں۔

Maqubool Ahmed

SheikhMaqubolAhmedFatawa.

00966531437827

Maquboolahmad.blogspot.com

islamiceducon@gmail.com

Online fatawa salafia Maqbool Ahmed salafi

27 October 2020